کے ساتھ نہیں بلکہ اسی تدریج کے ساتھ بڑھینگے جس تاریخ کے ساتھ اس سے نکلے تھے حتی کہ ابتدائی مراحل میں یہ محسوس تک نہ ہوسکیگا کہ ہم اپنے اس کھوئے ہوئے مطلوب کی طرف بڑھ بھی رہے ہیں یا نہیں۔ رہے قوانین فطرت، تو غالباً ان سے درخواست کی جائیگی کہ ہم چونکہ تمہارے چہیتے ہیں اس لیے ہماری خاطر اپنے اندر ذرا ترمیم کرو۔ ابتدائے آفرنیش سے اب تک تم نے کسی ایسے انسانی گروہ کو اپنے نصب العین کے مطابق دنیا کا نظام بدلنے میں کامیاب نہیں ہونے دیا ہے جو پورے انقلابی جوش کے ساتھ اپنے اصولوں کے اتباع اور اُنکی محبت کے نشے میں سرشار ہوکر نہ اٹھا ہو۔ اب تک تم انحطاط میں تدریجی سردی مگر عروج کے لیے طوفانی حرارت کا مطالبہ کرتے رہے ہو۔ لیکن اب ہمارے ساتھ تم اتنی رعایت کرو کہ ہمیں تاریخ میں پہلی مرتبہ ارتقائی طرز کا انقلاب برپا کر لینے دو۔ خدا کے بے لاگ فطری قوانین سے ایسی درخواستیں کرنے میں مضائقہ تو کچھ نہیں ہے، اور یہ سمجھ کر دل کو تسکین بھی دی جاسکتی ہے کہ شاید یہ درخواستیں قبول ہوجائیں، مگر واقعہ یہ ہے کہ ان قوانین میں نہ کبھی کسی کے لیے ترمیم ہوئی ہے، نہ اب ہوسکتی ہے۔

تمدن اسلام کی کہانی اسی کی زبانی | جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی۔ ضخامت ۴۵ صفحات قیمت ۴ر۔ انجمن اسلامی تاریخ و تمدن، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس مقالہ میں تمدن اسلام کی کہانی خود اسی کی زبانی سنوائی گئی ہے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک مختلف انبیاء کے دور میں جس جس طرح اسلام اور جاہلیت کا مقابلہ ہوا اور اس مقابلہ میں جس طرح اسلام اپنے آپکو نمایاں کرتا رہا، پہلے اسے قصہ و داستان کے پیرایہ میں مختصراً بیان کیا گیا ہے، پھر اسی پیرایۂ بیان کو قائم رکھتے ہوئے تمدن اسلام کے مختلف اخلاقی، معاشرتی، سیاسی، معاشی پہلوؤں کو جاہلیت کے مظاہر سے ممیز کرکے دکھایا گیا ہے۔ کسی موضوع پر مفصل تحقیقی بحث تو ظاہر ہے کہ اس طرز بیان میں نہیں کی جاسکتی تھی۔ لیکن ایک طالب حق کے لیے ضلالتوں کے مقابلہ میں ہدایت کے آثار و علائم کی نشان دہی فاضل مقالہ نگار نے بڑی خوبی کے ساتھ کی ہے۔ ایک